جس میں انہوں نے عراق اور کویت پر ہونے والے ہوائی حملوں پر اپنے "خوف" کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ ایسی تنظیمیں ہونے کے ناتے سے جن کا حلقۂ اثر دنیا بھر میں پھیلا ہوا ہے۔ "ہم نے سلامتی کونسل کی جانب سے کیے جانے والے مطالبے کی مسلسل حمایت کی کہ کویت سے عراقی فوجیں نکل جائیں اور ہم نے مذاکرات کے ذریعے خلیجی تنازعے کے پرامن حل کے لیے اپیل کی۔"

بیان میں مزید کہا گیا ہے کہ "ہمیں سفارتی کوششوں کی ناکامی اور مذاکرات سے مسلسل انکار، معاشی پابندیوں کو جو کہ بین الاقوامی قانون کے عین مطابق تھیں، اپنا اثر دکھانے کے لیے کافی وقت نہ دینے اور بین الاقوامی عدالتی ثالثی کے لیے ناکافی وسائل پر گہری تشویش ہے۔

پروٹسٹنٹ فیڈریشن آف فرانس (پی ایف ایف) نے اپنے ایک بیان میں جنگ بند کرنے کا مطالبہ کیا۔ پی ایف ایف کے صدر جیکس سٹیوارٹ کے دستخطوں سے جاری کردہ پیغام میں کہا گیا کہ "اسلحے کی زبان کے بجائے مذاکرات سے کام لینے کا امکان اب بھی موجود ہے۔"

عراقی چرچ کے ایک چار رکنی وفد نے ورلڈ کونسل آف چرچز کا دورہ کیا۔ (21 جنوری) وفد نے امیلیو کاسترو کے ساتھ ملاقات کر کے امن کی بحالی کے لیے چرچ کی کوششوں پر زور دیا۔ وفد کی قیادت کالدین کیتھولک چرچ کے سربراہ رفائیل بداود نے کی۔ یہ چرچ پوپ کی رفاقت میں کام کرتا ہے۔ (کالدین کیتھولک عراق کی عیسائی اقلیت میں سب سے بڑا گروپ ہے۔) وفد نے کہا کہ جنگ شروع نہیں ہونی چاہیے تھی اور باہمی گفت وشنید کو مزید وقت دیا جانا چاہیے تھا۔

کینیڈین اینڈ مڈل ایسٹ کونسل آف چرچز نے اپنے ایک مشترکہ اعلامیہ میں جنگ کے المناک پہلوؤں پر "خطرے" کا اظہار کرتے ہوئے فوری طور پر جنگ بند کرنے کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے کہا۔ "ہماری دونوں کونسلیں کینیڈا کے چرچوں سے اپیل کرتی ہیں کہ وہ امن کے لیے پراعتماد اور مستقل جدوجہد میں شریک ہوجائیں اور دعا کریں کہ نفرت کی جگہ محبت، خودغرضی کی جگہ شراکت اور جنگ کی جگہ امن کو حاصل ہو۔ (رپورٹ: اکومینیکل پریس سروس)

مشن، پناہ گزینوں کے درمیان---- "یہ عظیم بیداری تھی۔" ورلڈ ریلیف کے ڈائریکٹر کا بیان

مشرقِ وسطیٰ کے عیسائی دیکھ رہے ہیں کہ خلیج فارس کے پناہ گزینوں کی ایک بڑی تعداد

مسلسل مسیح کے پیروکاروں میں شامل ہو رہی ہے اور یہ صورتِ حال اکثر عیسائیوں کی جانب سے انسانی ہمدردی کی بنیاد پر مہیا کردہ امداد کا نتیجہ ہے۔

حکومتوں اور عیسائی ایجنسیوں کی مربوط امدادی کوششوں کے نتیجے میں انسانی ضروریات میں کافی حد تک کمی واقع ہوئی ہے۔ عراق کی طرف سے اگست (1990ء) میں کویت پر حملے کے تھوڑے عرصے بعد پندرہ سے بیس ہزار پناہ گزین روزانہ اردن میں داخل ہونے لگے۔ ان میں سے زیادہ تر ایشیائی اقوام سے متعلق تھے۔ اردن کی منارہ بک منسٹریز (MANARABOOK MINISTRIES) کے عصام غطاس کے مطابق اکتوبر میں اردن میں داخل ہونے والے پناہ گزینوں کی تعداد تقریباً ایک ہزار یومیہ تھی تاہم ملک میں داخل ہونے والوں کی نسبت سے ملک چھوڑنے والوں کی تعداد زیادہ ہو گئی۔

"پناہ گزینوں کی موجودہ صورت حال ایک ماہ پہلے کی صورت حال سے کافی مختلف ہے۔" یہ بات مشرق وسطیٰ میں عیسائی اور مشنری اتحاد کے منتظم رابرٹ ریڈ نے بتائی۔ "نئے آنے والے پناہ گزینوں کو اپنے وطن جانے کے لیے ٹرانسپورٹ کی سہولتیں نسبتاً جلد میسر ہو رہی ہیں۔"

افریقہ اور مشرق وسطیٰ کے لیے ورلڈ ریلیف کے ڈائریکٹر ڈک اینڈرسن نے بتایا کہ اکتوبر کے وسط تک 5 لاکھ افراد کا ایک ہجوم عراق اور کویت سے نکلنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مادی اور روحانی مناد قابل لحاظ نتائج کے ساتھ ان کے درمیان کام کر رہے ہیں۔

اردن کے دارالحکومت عمان کے نزدیک ہوائی اڈے پر جہاں پناہ گزینوں کو ملک چھوڑنے سے پہلے دو دن قیام کرنا پڑتا تھا عیسائی شبینہ تبلیغی اجتماعات منعقد کر رہے ہیں۔ ایک اردنی ایمان لانے والے کے بقول چند راتیں ایسی بھی تھیں جن میں سو سے زائد افراد نے عیسائیت قبول کی۔ اس نے تاگالوگ (فلپائن کی سب سے بڑی زبان) اور سنہالی (سری لنکا کی سب سے بڑی زبان) میں عہد نامۂ جدید کے ہزاروں نسخے تقسیم کیے۔ اسی طرح عربی میں عہد نامۂ جدید اور اناجیل کے نسخے تقسیم کیے۔

اردن میں عیسائی ذرائع کے مطابق عراق کے ساتھ اردن کی سرحد پر پناہ گزین کیمپوں میں بہت سے لوگوں نے مذہب تبدیل کیا۔ ازرق کے مقام پر پناہ گزین کیمپ میں اردنی عیسائیوں نے خوراک، پانی، صحائف اور دوسرا عیسائی لٹریچر تقسیم کیا۔ وہاں ہر روز 60 سے 100 تک فلپائنیوں نے یسوع مسیح کو اپنا لیا۔ ذرائع کے مطابق کویت کے تقریباً 150 فلپائنی عیسائیوں

نے اس کیمپ میں قیام کیا، دن میں دو بار عبادت بجالائے اور یوں اپنے ساتھی پناہ گزینوں کے سامنے مسیح کی شہادت دی۔

مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ میں اسمبلیز آف گاڈ (ASSEMBLIES OF GOD) کے ڈائریکٹر ڈوگ کلارک نے قبرص میں بتایا کہ "ہم نے ایسی اطلاعات سنی ہیں کہ جنوبی ایشیا کے کچھ لوگ جان بوجھ کر کویت میں رہے تاکہ دوسروں کو اپنے عقیدے میں شریک کر سکیں۔ وہ عام پناہ گزین کیمپوں میں منتقل ہوگئے جہاں وہ اپنے لوگوں کے درمیان کام کر رہے ہیں۔"

ورلڈ ریلیف کے مسٹر اینڈرسن بھی اردنی عیسائیوں میں روحانی تجدید کی اطلاع دیتے ہیں۔ طویل عرصے تک اردن میں کام کرنے والے ایک مشنری نے مسٹر اینڈرسن کو بتایا کہ پناہ گزینوں کے درمیان دینی کام کے ذریعے عقیدے کو عملی جامہ پہنانے سے پورے چرچ میں ایک نئی جولانی پیدا ہوئی ہے۔ اینڈرسن کہتے ہیں کہ "اردن میں اپنے 65 سالہ کام کے دوران میں یہ سب سے بڑی بیداری ہے جو اس مشنری نے دیکھی۔"

اسی طرح کی اطلاعات قبرص سے موصول ہوئی ہیں، جہاں اردن سے آنے والے افراد کو کہیں اور جانے کی خاطر اکثر ویزے کے لیے ناگزیر طور پر رکھنا پڑتا تھا۔ مختلف اقوام کی ایک پروٹسٹنٹ مجلس "نکوسیا کمیونٹی چرچ" کے پادری السیٹر وائنے نے بتایا کہ عرب لوگ نہ صرف ویزا حاصل کرنے کے لیے عیسائیوں سے مدد لے رہے ہیں بلکہ وہ چرچ میں عبادت بھی کر رہے ہیں اور ہفتے کے دوران میں عربی زبان میں مطالعۂ انجیل میں بھی شریک ہو رہے ہیں۔

مسٹر وائنے کا کہنا ہے کہ "قبرص پہنچنے والے عرب تعلیمات مقدس کے لیے جتنے آج آمادہ ہیں، اس سے پہلے اتنے آمادہ کبھی نہیں ہوئے تھے۔" ان کے بقول ایک عرب قوم کی دوسری عرب قوم پر چڑھائی نے ان میں سے بہت سے لوگوں کے عقائد کو ہلا کر رکھ دیا ہے... بہت سے مسلمان مقامی عیسائیوں کی جانب سے فراہم کردہ امداد پر بہت حیران ہیں۔ تاہم عرب ممالک میں عیسائی مشنریوں کو ابھی تک مخالفت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ مشرق وسطیٰ کے بعض عیسائی اس بات پر شاکی ہیں کہ تمام امدادی کام مغربی ایجنسیوں کے ہاتھ میں ہے۔ امدادی ایجنسیاں اس شکایت سے اتفاق کرتی ہیں کہ انہیں مقامی چرچوں کے احساسات کو پیش نظر رکھنا چاہیے لیکن وہ اپنی اس مجبوری کا بھی حوالہ دیتی ہیں کہ وہ مغربی مخیر حضرات کے سامنے جوابدہ ہیں کہ ان کی رقوم کیسے خرچ ہوئیں۔

مزید برآں اینڈرسن کے بقول اردن میں کچھ مسلمان عیسائیوں پر خفا ہیں۔ "بعض حد سے

زیادہ قدامت پسند گروہ چرچ سے وابستہ لوگوں کا ذکر صلیبیوں کے حوالے سے کرتے ہیں اور یہ بات واقعی تشویش ناک ہے۔ اگر جنگ ہوتی ہے تو عرب عیسائی ردعمل کی لپیٹ میں آسکتے ہیں کیونکہ ان کی شناخت مغرب کے ساتھ کی جاتی ہے۔" (رپورٹ: کرسچینٹی ٹوڈے)

یہودی ماہر دینیات خلیجی جنگ کے لیے امریکہ اور اسرائیل کو موردِ الزام ٹھہراتے ہیں۔

ایک امریکی یہودی ماہر دینیات کا کہنا ہے کہ خلیجی جنگ عالمی معاملات میں امریکی بالادستی کا اظہار ہے۔ اس طرح اخلاقی لحاظ سے یہ ایک غیر منصفانہ جنگ ہے۔ ڈاکٹر مارک ایلس نے اے پی ایس بلٹین (نیروبی) سے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ مقبوضہ علاقوں میں فلسطینیوں پر ظلم و تشدد کے لیے اسرائیل کو جوابدہ ٹھہرایا جانا چاہیے۔

ڈاکٹر مارک ایلس نیویارک میں میری نول دینیاتی سکول MARY KNOLL SCHOOL OF THEOLOGY میں پروفیسر ہیں۔ انہوں نے اس نقطۂ نظر کا خاکہ اڑایا صدر صدّام حسین کے خلاف جنگ میں امریکہ کی زیر قیادت اتحادی فوجیں اخلاقی لحاظ سے حق بجانب ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نہ صدر جارج بش اور نہ صدر صدّام حسین ہی کویت کے بارے میں اپنے جارحانہ دعووں میں حق بجانب ہیں۔

" جنگ کا تعلق ہر لحاظ سے امریکی طاقت، بین الاقوامی تعلقات اور تیل سے ہے۔" ڈاکٹر ایلس کے الفاظ میں "آپریشن ڈیزرٹ سٹارم" نے امریکہ / یورپ اور بعض عرب ممالک کے مفادات کی خاطر مشرقِ وسطیٰ میں سلامتی کے نئے انتظامات کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔

انہوں نے خبردار کیا کہ اگرچہ سوویت یونین نے خلیج کے واقعات پر بہت زیادہ سرگرمی نہیں دکھائی لیکن مشرقِ وسطیٰ کے مستقبل سے اس کے مفادات بھی وابستہ ہیں۔ سوویت جمہوریتوں میں اقتصادی اور سماجی اتھل پتھل کی جانب اشارہ کرتے ہوئے ڈاکٹر ایلس نے کہا کہ "سوویت یونین بظاہر اس وقت امریکہ کے سامنے جھکا نظر آتا ہے لیکن جو کچھ خلیج میں ان دنوں ہورہا ہے اس سے یقیناً اسے دلچسپی ہے۔"

افریقی ماہرین دینیات کے ایک اجلاس (زمبابوے: وسط جنوری 1991ء) میں شرکت کے بعد ڈاکٹر ایلس تھوڑی دیر کے لیے نیروبی میں رکے۔ وہاں انہوں نے کہا کہ اس جنگ میں